اردو ادب میں قرآنی تفاسیر کا ارتقاء: تحقیقی جائزہ

Evolution of Quranic Commentaries in Urdu Literature: Research Review

Abdul Mannan Cheema

PhD Scholar Islamic Studies Department, University of Sargodha, Pakistan.

Naseer Ahmad Asad

PhD Scholar, Urdu Department, University of Sargodha, Pakistan.

KEYWORDS

Urdu Literature

Quranic Commentary (Tafsir)

Evolution

Tafsir-al-Quran

Zia-ul-Quran

Maarf-ul-Quran

Tafhim-ul-Quran

ABSTRACT

Tafsir-ul-Quran is an achievement of Muslims which is unparalleled in any other civilization. Quranic commentaries (Tafasir) have been written in various languages of the world to highlight every aspect of Quran. Urdu Commentary literature has played major role in the development and evolution of Urdu literature. A large collection of Urdu literature consists of Urdu commentary literature. The number of translations and commentaries of the Holy Quran in Urdu language is constantly increasing. The number of Urdu Quranic translations and commentaries is almost one thousand. Arabic commentaries Besides, the collection of Urdu commentaries is found more than any other language in the world. New styles of Urdu translations and commentaries of the Holy Quran are emerging continuously. The style of each Urdu translation and commentary of Quran is unique and heartwarming. In this article, only a brief review of Tafsir-ul-Quran, Zia-ul-Quran, Maarf-ul-Quran, Tafhim-ul-Quran and some other selected Urdu commentaries has been presented.

DATES

Received	19-07-2022
Accepted	07-08-2022
Published	20-09-2022

QR CODE

تفسیر القرآن ملتِ اسلامیہ کا ایک ایسا منفرد کارنامہ ہے جس کی مثال دنیا کا کوئی بھی دوسرا مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ قرآن حکیم مکمل دستورِ حیات ہے اس لئے قرآن مجید کے ہر پہلو کو انسانیت کے سامنے اجاگر کرنے کے لیے دنیا کی متعدد زبانوں میں تفاسیر لکھی گئیں۔ اردو ادب کی روایت و ترقی میں اردو تفسیری ادب نے جاندار کردار ادا کیا۔ اردو ادب کا بڑا ذخیرہ اردو قرآنی تفاسیر پر مشتمل ہے اردو زبان میں قرآن مجید کی تراجم وتفاسیر کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہاہے۔ اردو قرآنی تراجم وتفاسیر کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ عربی تفاسیر کے علاوہ اردو تفاسیر کی تعداد دنیا کی کسی بھی زبان سے زیادہ ہے۔ نئی نئی ضروریات کے پیش نظر قرآن کریم کے اردو تراجم و تفاسیر کے نئے اسالیب اور رجحانات سامنے آرہے ہیں۔ ہر ترجمہ و تفسیر کا اندازِ بیان منفرد اور دل نشین ہے۔ زیر نظر تحقیقی مضمون میں محض منتخب اردو تفاسیر کا مختصر تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

قرآن پاک کی پہلی اردو تفسیر "تفسیر مرادیہ" کے نام سے معروف ہے۔ معروف محقق ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی کتاب "تاریخ اردو ادب" میں تفسیر مرادیہ کو اردو کی پہلی تفسیر قرار دیتے ہیں۔[1] اس تفسیر کا اسلوبِ بیان علمی و ادبی نہیں بلکہ تبلیغی ہے۔ اس لئے اسے مبلغانہ تفسیر کہا جاتا ہے۔ مراداللہ انصاری، شاہ عبدالقادرؒ اور حکیم محمد شریفؒ کے قرآنی تراجم اردو تفسیری ادب کے ارتقائی مراحل میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے بعد برصغیر میں اردو تفسیر نگاری کے نئے دور کی ابتدا ہوئی۔

بیسویں صدی عیسوی کو اردو تفسیری ادب کے نئے دور کے آغاز کہا جاتا ہے۔ بیسویں صدی میں لکھی گئی قرآنی تفاسیر کی تعداد گذشتہ تیرہ سو سال میں لکھی جانے والی تفاسیر تک جا پہنچتی ہے۔ اسی دور میں اردو تفسیر نگاری کے باب میں نئے رجحانات اضافہ ہوا۔[2] سرسید احمد خاں کا دور عقل، سائنس اور مادیت پرستی کا دور تھا۔ اس لئے اس عہد کے اردو تفسیری ادب میں سائنسی، فکری و علمی کشمکش کی تائید اور تردید پائی جاتی ہے۔ سرسید احمد خاں نے سائنس و عقل کی جس مرعوبانہ فکر کے ساتھ تفسیر لکھی، اس کے اثرات پرویز اور خلیفہ عبدالحکیم کے ہاں بھی نظر آتے ہیں۔ البتہ اس کی تردید تفسیر حقانی میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ "مواہب الرحمٰن" سید امیر علی کی تفسیر ہے۔ جس کی زبان قدیم اور اندازِ بیان انتہائی پیچیدہ ہے۔ "تفسیر ثنائی" مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ کی تفسیر ہے جس میں مناظرانہ معارف ومباحث کا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی "تفسیر ماجدی" معاصر رجحانات کی آئینہ دار تفسیر ہے۔ یہ تفسیر ادب و انشا میں اپنی مثال آپ ہے۔ خطیبانہ انداز سے اجتناب اور اختصار وایجاز جیسی خوبیاں تفسیر ماجدی کو اردو تفسیری ادب میں منفرد مقام عنایت کرتی ہیں۔[3] مولانا ابو

---

[1] جمیل جالبی، **تاریخ اردو ادب** (لاہور: مجلس ترقی ادب، 2005ء)، 104۔

[2] محمود احمد غازی، **محاضراتِ قرآنی** (لاہور: الفیصل ناشران، 2009ء)، 217۔

[3] عمر صدیق، **قرآن مجید کی تفسیریں** (علی گڑھ: مولانا آزاد اکیڈمی، 1976ء)، 349۔

الکلام آزادؒ کی تفسیر "ترجمان القرآن "دین و مذہب کے وسیع تر مفہوم کو بیان کرتی ہے۔" "مقام المحمود" معروف عالم دین مولانا عبید اللہ سندھی نے لکھی جس کا اسلوب پیچیدہ ہے جسے سمجھنا عام قاری کے بس سے باہر دکھائی دیتا ہے۔

"تیسیر القرآن" کے مصنف مولانا عبد الرحمن کیلانیؒ ہیں۔ یہ تفسیر آٹھ جلدوں پر مشتمل عمدہ تفسیر ہے۔اس تفسیر میں عصر حاضر کے انسان کو سامنے رکھتے ہوئے قرآنی آیات کی تفسیر علمی انداز میں پیش کی گئی ہے۔ اس تفسیر کو سلفی العقیدہ یعنی اہل حدیث مکتبہ فکر کی نمائندہ تفسیر سمجھا جاتا ہے۔اس تفسیر میں آیاتِ قرآنی کے ساتھ مطابقت رکھنے والی احادیث کا باحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات کی تشریح وتوضیح کے لئے صحاح ستہ کی احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مروجہ اردو تفسیری ادب کے سرمایہ میں اس تفسیر کی اضافی خوبی حاشیہ میں ذیلی سرخیوں کا بھی اہتمام ہے۔ کیلانی صاحب ہر سورت کا الگ تعارف نہیں دیتے بلکہ ہر سورت کا تعارف اس کی تشریح میں ہی درج کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ عموماً شان نزول اور فضائلِ سورت بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک عمدہ تفسیر ہے جو اردو تفسیری ادب میں اہم علمی و ادبی مقام رکھتی ہے۔

تفسیر "ضیا القرآن "کے مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ ہیں۔ یہ تفسیر پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔اس تفسیر کو مکمل کرنے 19 سالوں کا طویل عرصہ صرف ہوا۔ صاحب "ضیاء القرآن" کو بریلوی مکتب فکر میں معتبر ترین شخصیت کی حیثیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے ان کی تفسیر بریلوی فکر کے حامل لوگوں میں بے انتہا مقبول ہے۔ تفسیر کے مقدمہ میں اہم مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ ہر صفحے پر قرآنی متن کے عین نیچے بیک وقت لفظی اور بامحاورہ ترجمہ دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں مذکورہ عبادات، سیاسیات، معاشیات اور اخلاقیات وغیرہ کو ایسے واضح اسلوب میں پیش کرنے کی کاوش کی گئی ہے جس کو عصر حاضر کا انسان سمجھ سکے۔ نحوی اور حرفی الجھنیں یا لغوی پیچیدگیوں کا حل آئمہ فن کے مستند اقوال کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے تفسیر قرطبی، روح المعانی، تفسیر مظہری، روح البیان سے بہت زیادہ عبارات نقل کی گئی ہیں جبکہ تفسیر المنار، لسان العرب، قاموس اور صحاح ستہ کی کتب سے بھی بھرپور استفادہ واستفاذہ کیا گیا ہے۔ مختلف قراتوں کے مباحث کی پیچیدگیوں سے گریز کیا گیا ہے۔[4]

مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کی تفسیر کا نام "معارف القرآن" ہے۔ معارف القرآن آٹھ جلدوں پر مشتمل مفصل تفسیر ہے۔ یہ تفسیر دیوبندی مکتبۂ فکر کی نمائندہ تفسیر سمجھی جاتی ہے۔اس تفسیر میں عصر حاضر کے مسائل کا حل قرآنی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

مولانا تقی عثمانیؒ لکھتے ہیں:

[4] شاہد علی، **اردو تفاسیر بیسویں صدی میں** (لاہور، مکتبہ قاسم العلوم، س،ن)، 84۔

"معارف القرآن میں قرآنی آیات کی شرح آسان زبان میں بیان کی گئی ہے۔اس تفسیر میں دورِ حاضر کی ضروریاتِ زندگی پر قرآن پاک کی ہدایات کی بہترین وضاحت کے ساتھ ساتھ تہذیب جدید کے مسائل پر قرآنی فکر کے تحت بھرپور تبصرہ بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے"[5]

تفسیر "مواہب الرحمٰن" کے مؤلف سید امیر ملیح آبادیؒ ہیں۔ یہ سولہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کا شمار اردو کی انتہائی جامع تفاسیر میں ہوتا ہے۔البتہ اس کی زبان پرانی ہے اور انداز بھی قدیم ہے۔نہ کوئی عنوان ہے اور نہ ہی پیراگراف۔اس میں عربی فارسی کے بے شمار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔اس لیے عام فرد کے لئے اس تفسیر کو پڑھنا انتہائی دشوار ہے۔[6] تحت اللفظی ترجمہ کیا گیا ہے۔ابتدائی بیسویں صدی کی اردو زبان استعمال کی گئی ہے۔احادیث و آثار کا ترجمہ کیا گیا ہے اور بہترین شرح حدیث پیش کی گئی ہے۔ آئمہ اربعہ کے فقہی مسائل کے استنباط و استخراج اور طریق استدلال سے متعارف کروایا گیا ہے۔سلوک و معرفت کے بے شمار مواعظ کو اکٹھا کے ساتھ ساتھ رفض،اعتزال اور خارجیت کارد بھی ملتا ہے۔اس تفسیر کی ایک بڑی خوبی وخاصیت یہ ہے کہ اس میں صحیح عقائد واعمال پیش کیے گئے ہیں۔اس سلسلے میں صحابہ کرام، تابعین، آئمہ، محدثین و مجتہدین کا مسلک وفکر کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔[7]

"تدبر قرآن"مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے لکھی۔اس تفسیر کی 9 ضخیم جلدیں ہیں۔اس تفسیر کی تکمیل میں 21 سال کا طویل عرصہ صرف ہوا۔[8] اس تفسیر نے اردو تفسیری ادب میں نیا رجحان پیدا کیا۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ لکھتے ہیں:"مولانا امین اصلاحیؒ نے لوگوں کی بڑی تعداد کو متاثر کیا اور نیا رجحان پیدا کیا"[9]

مولانا اصلاحیؒ کے ہاں ادب جاہلی ، نظم قرآن، تفسیر القرآن بالقرآن اور سنت متواترہ تفسیر القرآن کے چار اصول ہیں۔ مولانا اصلاحی کے ہاں قرآنی آیات کی تشریح و توضیح میں احادیث کے مقابلے میں عربی لغت اور جاہلی ادب کو فوقیت حاصل ہے۔ان کی قائم کردہ اصولوں کی ترتیب میں سنت وحدیث کا آخری نمبر ہے۔[10]

مولانا اصلاحیؒ نے اپنی تفسیر میں جابجا مفرداتِ قرآنی کی لغوی تشریح میں بطورِ تائید کلام عرب پیش کیا ہے۔ مولانا اصلاحی کے نزدیک اشعار کے ذریعے ان الفاظ کے معانی مزید واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں کلام عرب سے استدلال

---

5 تقی عثمانی، **علوم القرآن** (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 2008ء)، 507۔

6 محمود احمد غازی، **محاضراتِ قرآنی** (لاہور: الفیصل ناشران، 2009ء)، 220۔

7 شاہد علی، **اردو تفاسیر بیسویں صدی میں** (لاہور، مکتبہ قاسم العلوم، س،ن)، 38۔

8 عبد الروف ظفر، **علوم الحدیث فنی، فکری اور تاریخی مطالعہ** (لاہور: نشریات، 2009ء)، 933۔

9 محمود احمد غازی، **محاضراتِ قرآنی** (لاہور: الفیصل ناشران، 2009ء)، 217۔

10 عبد الروف ظفر، **علوم الحدیث فنی، فکری اور تاریخی مطالعہ** (لاہور: نشریات، 2009ء)، 937۔

کرتے ہوئے ایسے معانی بیان کئے ہیں جو مفسرین کے بیان کردہ معانی سے مختلف ہیں ایسے مواقع پر مولانا اصلاحیؒ کی تحقیقی عظمت نمایاں ہوتی ہے اور ان کے بیان کردہ معانی زیادہ قابل قبول معلوم ہوتے ہیں۔[11] "تدبر قرآن" علمی انداز میں قرآن کے مفاہیم کو سمجھنے اور سمجھانے کی ایک عمدہ کوشش ہے۔ جس میں فقہی و مسلکی گروہ بندی سے اجتناب و احتراز کیا گیا ہے۔ سرمایہ اردو تفسیری ادب میں "تدبر قرآن" ادب وانشا کا بہترین نمونہ ہے۔

"تفہیم القرآن" اردو تفسیری ادب کے سرمایہ کا اہم ترین حصہ ہے۔ جس نے قرآن کے آفاقی پیغام کو عالمِ اسلام میں عام کرنے کے لیے لائقِ تحسین کردار ادا کیا۔ تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تصنیف ہے۔ اس تفسیر کا مطالعہ عہدِ حاضر کے نوجوان کو قرآن میں بیان کردہ حقائق وانکشافات کے بارے میں یقین واطمینان سے مالامال کرتی ہے۔

اس تناظر میں ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی لکھتے ہیں: "یہ تفسیر قرآن مجید کا فہم ہی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ حق کے متلاشیوں کو ایمان کی تازگی اور عمل کی سرگرمی بھی عطا کرتی ہے اور ان کے اندر داعیانہ احساسات ومیلانات کو تحریک دیتی ہے"[12]

مولانا مودودیؒ نے ملت اسلامیہ کو اسلام کی سیاسی تعبیر کی علمی وعقلی بنیادوں روشناس کروایا ہے۔ ان کی فکر سے استفادہ کے لئے اردو زبان سے ان کی نگارشات وتصانیف کو دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ اخوان المسلمون اور عالم اسلام کی دیگر متعدد اسلامی تحریکوں اور تنظیموں نے فکرِ مودودی سے اپنے نظریات کی آبیاری کی۔ اخوان کے معروف ومشہور رہنما قطب شہیدؒ سید مودودیؒ کی فکر سے بے پناہ متاثر تھے۔ ان کی تفسیر "فی ظلال القرآن" میں فکرِ مودودی کی چھاپ صاف دکھائی دیتی ہے۔ مولانا مودودیؒ کا کہنا ہے کہ قرآن پاک تحریک کی کتاب ہے اور اس کے آفاقی پیغام کو بنیاد بنا کر غلبہ اسلام کی عالمگیر تحریک برپا کی جاسکتی ہے۔ سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں پورے تفسیری ادب کو پیشِ نظر رکھا۔ تفسیر لکھتے ہوئے ان کے پیش نظر ایک ہی مقصد تھا یعنی جدید دور کی نوجوان نسل کو قرآن کے آفاقی پیغام سے روشناس کروانا تھا۔

سید مودودیؒ فرماتے ہیں: "میرے پیش نظر علما نہیں تھے ان کے لیے تفسیریں موجود ہیں۔ میرے پیش نظر نوجوان نسل تھی جسے قرآن کی دعوت سے روشناس کرانا میرا مقصد تھا"[13]

اس تفسیر کا علمی وتحریکی اسلوبِ بیان لائق ستائش ہے جو علمی وفکری پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ نفسیاتی مشکلات کا بھی ازالہ کرتا ہے۔ بلکہ قرآن فہمی میں پیش آنے والی رکاوٹوں پر قابو پانے کے بعد ملتِ اسلامیہ کو اس کی تعلیمات کی طرف بلانے والا بھی ہے۔

---

[11] رضی الاسلام ندوی، **برصغیر میں مطالعہ قرآن** (لاہور: مکتبہ قاسم العلوم، 2008ء)، 88۔

[12] **ایضاً**، 181۔

[13] رفیق ڈوگر، **مولانا مودودی سے ملاقاتیں** (لاہور: دید شنید پبلیکیشنز، 1985ء)، 123۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ رقمطراز ہیں: "کچھ تفاسیر نے لاکھوں کی تعداد میں انسانوں کو متاثر کیا ہے۔ مثال کے طور پر مولانا مودودیؒ صاحب کی تفہیم القرآن کو لاکھوں انسانوں نے پڑھا اور عصر حاضر میں بھی لاکھوں قارئین اس تفسیر کا مطالعہ کر رہے ہیں"[14]

"تفہیم القرآن" کا اندازِ بیان اچھوتا، انوکھا اور منفرد ہے۔ "تفہیم القرآن" کا شمار عصر حاضر کی بہترین اردو تفاسیر میں کیا جاتا ہے۔ "تفہیم القرآن" دنیا بھر میں مقبول ترین تفسیروں میں سے ہے۔

"معالم القرآن" ایک نامکمل اردو تفسیر ہے جس کے مؤلف سیالکوٹ کے نامور بزرگ مولانا محمد علی صدیقی ہیں۔ مولانا صدیقی نے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ سے فرمایا کہ آج جتنی بھی اردو تفاسیر دستیاب ہیں وہ کسی نہ کسی مسلک سے وابستہ ہیں۔ اردو زبان میں متعدد تفاسیر ایسی ہیں جن سے استفادہ کرنے میں گروہی و مسلکی تعصب مانع ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی ایسی تفسیر موجود ہونا ضروری ہے جس میں تمام تفاسیر کی روح پائی جاتی ہو۔ ہر فکر اور مسلک کے لوگ اس کا مطالعہ کر سکیں۔ اس طرح تمام مفسرین کی تحقیقات سے استفادہ کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اس نیک مقصد کے تناظر میں مولانا صدیقیؒ نے تفسیر لکھنا شروع کی۔ "معالم القرآن" کی محض چودہ جلدیں مرتب کر پائے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔[15] اردو ادب کے تمام تفسیری رجحانات کا خلاصہ مولانا صدیقیؒ کی اس مایہ ناز تفسیر میں سما گیا ہے۔ مولانا صدیقیؒ کا تفسیری کارنامہ تمام علمائے کرام لائق تقلید اور عملی مثال ہے۔ وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ سرگرمیوں کے سدباب اور اتحاد امت کے لئے معالم القرآن جیسی تفاسیر کا مرتب کرنا وقت کی پکار ہے۔

نتیجہ بحث

اردو تفسیر نگاری نے اردو زبان و ادب کی ارتقا میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اردو قرآنی تفاسیر عصری علمی رجحانات کی آئینہ دار ہیں۔ علاوہ ازیں اردو زبان میں تفسیر القرآن کا ایک طاقتور ادبی اسلوب بیان بھی نظر آتا ہے۔ قرآن پاک کی اردو تفاسیر کا مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہر مفسرِ قرآن نے اپنے اپنے حالات و واقعات کی فکری و علمی ضروریات کے تحت پورے اخلاص کے ساتھ اردو تفسیری ادب میں اضافہ کیا۔ اردو تفسیر ادب کے تذکرہ کئے بغیر اردو زبان و ادب کی تاریخ ادھوری اور نامکمل ہے۔ اردو زبان و ادب کی تاریخ کا بہت بڑا حصہ اردو تفاسیر پر مشتمل ہے جسے نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔

سفارشات و تجاویز

---

[14] محمود احمد غازی، **محاضراتِ قرآنی** (لاہور: الفیصل ناشران، 2009ء)، 218۔

[15] محمود احمد غازی، **محاضراتِ قرآنی** (لاہور: الفیصل ناشران، 2009ء)، 221۔

1۔ قرآن نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے مکمل دستور ہے۔ اس لئے دورِ جدید میں انسانیت کے سامنے قرآن تعلیمات کا ہر پہلو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔ عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے متعدد زبانوں میں نئے نئے علمی رجحانات کے تناظر میں قرآنی تفاسیر لکھی گئیں۔اسی طرح اردو زبان میں بھی قرآنی تراجم و تفاسیر کا بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔پاکستانی معاشرے میں اردو قرآنی تفاسیر کا فروغ دینا اصلاحِ معاشرہ کے لئے مفید و معاون ثابت ہو گا۔

3۔ قرآن مجید میں انسان کے تمام عصری مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے قرآنی تعلیمات کو عصری تناظر میں سمجھنا چاہیے تاکہ انہیں عملی زندگی میں اپنایا جاسکے۔

4۔ مسلکی و فرقہ وارانہ تعصب سے بالاتر ہو کر قرآنی تعلیمات کی تفہیم و اشاعت کرنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

5۔ اردو زبان میں علمی و فقہی و ادبی رجحانات پر مبنی تفاسیر کا بڑا سرمایہ پایا جاتا ہے۔ گروہی و مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر ایک ایسا معتدل و متوازن تفسیری ادب مرتب کرنا چاہیئے جو تمام مکاتبِ فکر سے وابستہ افراد کے لئے قابل قبول ہو۔

☆☆☆